رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر جشن منانے کا صحیح طریقہ

تحریر: مولانا حافظ عبدالحمید ازہر (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصّلاة والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاهرین وأزواجه وأصحبه أجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین. اما بعد:

تمام اقوام عالم اپنے پیشواؤں کے جنم دن بڑے جوش وخروش سے مناتی ہیں اور اپنی اپنی روایات کے مطابق محبت وعقیدت کا اظہار کرتی ہیں، چراغاں ہوتے ہیں، در و دیوار سجتے ہیں، کوچہ و بازار مزین ہوتے ہیں، اقسام وانواع کے کھانے پکتے اور تقسیم ہوتے ہیں۔

بہت سے مسلمان ملکوں میں بھی اب ربیع الاول کے مہینے میں ولادتِ رحمت دو عالم ﷺ پر اظہار مسرت وعقیدت کیلئے جشن منایا جاتا ہے، محافلِ میلاد منعقد ہوتی ہیں، جلوس نکالے جاتے ہیں، کوچہ و بازار سجتے ہیں، در و دیوار روشن کئے جاتے ہیں، جھنڈیاں آویزاں ہوتی ہیں، علم لہرائے جاتے ہیں، محرابیں بنتی ہیں، کھانوں کی دیگیں پکتی ہیں، رنگا رنگ کھانے پکتے اور تقسیم ہوتے ہیں۔

حضور سرورِ کائنات، فخر موجودات ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر جس قدر بھی اظہار مسرت کیا جائے کم ہے، جتنی بھی عقیدت کا مظاہرہ ہو حق ادا نہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی ولادت اس صبحِ سعادت کا طلوع تھی جس نے مہتابِ رسالتؐ کی آمد کی بشارت دی، وہ شمس الضحیٰ جس کی تابانیوں نے شرک وضلالت کی طویل رات کو ختم کیا، وہ بدر الدجیٰ جس سے عدل وانصاف کی روشنی پھوٹی اور ظلم واستبداد کے قدیم نظام کو پیغام رحیل ملا، وہی انسانیت کے محسن اعظم ہیں، وہی رحمۃ للعالمین ہیں، وہی ختم المرسلین ہیں، وہی سید البشر ہیں، وہی خلیل اللہ کی دعا ہیں، وہی حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت ہیں، وہی جن پر کلیم اللہ علیہ السلام نے رشک کیا۔

وہی صاحبِ لواء الحمد ہیں کہ ہم قیامت کے دن ان کے سائے میں جگہ پانے کی تمنا رکھتے ہیں، وہی صاحبِ حوضِ کوثر ہیں کہ جس میں سے ایک جام پانا ہماری سب سے بڑی آرزو ہے، وہی ہیں جن کی شفاعت کی

امید میں ہم جیتے ہیں، وہی کہ انسانیت کو ان کی ضرورت تھی، وہی کہ انسانیت جن کی منتظر تھی۔

وہی جن کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک گوشہ روشن ہے، وہی جن کی سیرتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ مدوّن ہے، وہی جن کا لایا ہوا نظام سب سے اکمل ہے، وہی جن کا طریقہ عبادت سب سے ممتاز ہے، وہی جن کی نظیر انسانوں میں نہیں، وہی جن کی مثال رہنماؤں اور پیشواؤں میں نہیں، وہی جن کا ہمسر انبیاء ورسل میں نہیں۔

یہاں ایک لمحہ کیلئے ٹھہریئے! وہی سید الأولین والآخرین جن کی نظیر انسانوں میں نہیں، جن کی مثال رہنماؤں اور پیشواؤں میں نہیں، جن کا ہمسر انبیاء ورسل میں نہیں، کیا انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کا انداز سب سے جداگانہ اور ممتاز نہ ہوگا؟ کیوں نہیں! جس طرح وہ خود بے نظیر و بے مثال ہیں اسی طرح ان کی ولادت پر اظہارِ مسرت اور خراج عقیدت پیش کرنے کا طریقہ بھی سب سے الگ ہے۔

وہ طریقہ کیا ہے؟...... چراغاں کیا جائے؟؟......نہیں نہیں! یہ چراغ جنہیں ہم موقع بہ موقع جلاتے ہی رہتے ہیں اس قابل کہاں کہ ہماری اس مقدس مسرت کے ترجمان بن سکیں...... یہ چراغ جو بجلی کی رو منقطع ہوجانے سے بجھ جاتے ہیں، سراجِ منیر کے شایانِ شان نہیں...... یہ چراغ تو دوسرے روز ہم خود اتار لیتے ہیں۔

پھر اس چراغاں میں تو کوئی انفرادیت نہیں...... بلکہ اس میں غیر اقوام کی تقلید کا شائبہ ہے...... یہ چراغ اسلامی روایات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے...... یہ چراغ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی حیات پُر انوار سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔ ہمارے ان چراغاں سے کون سمجھ سکے گا کہ یہ اس عظیم الشان ہستی کا میلاد ہے کہ جس کے گھر میں مٹی کا چراغ بھی نہ تھا۔

چراغ ہی جلانا چاہتے ہو تو وہ چراغ جلاؤ جنہیں روشن کرنے کیلئے ختم المرسلین ﷺ مبعوث ہوئے۔ جی ہاں! ایمان کے چراغ جلاؤ کہ اسے بجلی کی رو کا انقطاع تو کیا اجل کی پھونک بھی نہیں بجھا سکتی، یہ دوسرے دن اتار نہیں لئے جاتے بلکہ روشن سے روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

☆ توحید و سنت کے چراغ جلاؤ کہ دنیا پر شرک و بدعت کا اندھیرا پھیل چلا ہے۔

☆ سیرت و کردار کے چراغ جلاؤ کہ کبریتِ احمر ہو گئے ہیں۔

☆ عدل و انصاف کے چراغ جلاؤ کہ ظلم واستبداد سے انسانیت بلبلا رہی ہے۔

☆ امانت و دیانت کے چراغ جلاؤ کہ خیانت کا اندھیرا چھا رہا ہے۔

☆ وہ چراغ جلاؤ کہ جن سے سینے روشن ہوں، گھر کا ماحول روشن ہو، معاشرہ روشن ہو، قوم کا حال و مستقبل روشن ہو۔ محلے، گلی کوچہ روشن کرنے سے کیا حاصل؟

☆ تم کوچہ و بازار میں جھنڈیاں اور جھنڈے لگا کر جشن ولادتِ رحمتِ دو عالم ﷺ منانا چاہتے ہو؟؟

☆ تم در و دیوار سجا کر انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہتے ہو؟؟ اس میں انفرادیت کیا ہوئی؟ کئی اقوام ایسا کرتی ہیں، ہم بھی موقع بہ موقع ایسا کرتے ہی رہتے ہیں، کوئی غیر دیکھے گا تو ہنس دے گا۔

☆ ہمیں نبی ﷺ کے ''استقبال'' کیلئے کاغذ کے پھول پیش کرتے دیکھے گا تو ہمارے اخلاص کے متعلق کیا رائے قائم کرے گا؟

☆ اگر نیت ہی کرنا چاہتے ہو تو اپنے اعمال کو عمل بالسنت سے مزیّن کرو پھر انھیں حبّ رسول ﷺ سے روشن کرو، جھنڈے جھنڈیاں لہرانے میں ایک بڑا خطرہ بھی ہے۔

☆ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ گھر میں بغرض تزئین کپڑا لٹکایا تو حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں کہ پتھروں اور مٹی پر کپڑے لٹکاؤں''۔

وہ دروازہ جس سے حضور ﷺ بنفسِ نفیس کئی مرتبہ گزر فرماتے وہاں تو آپؐ نے ایک کپڑا لٹکانا پسند نہ فرمایا تو آپ ﷺ کی ولادت پر اظہار مسرت کیلئے نکالے گئے جلوس کے راستے میں لٹکائے گئے گزوں کپڑے کو آپ ﷺ بہ نظرِ استحسان دیکھتے؟......[تَدَبَّرُوا رَحِمَكُمُ اللّٰه]

اظہارِ عقیدت کے اس طریقے میں ایک بڑی خرابی ہے، معاف کیجئے گا...... بڑی خرابی ہے وہ یہ کہ اس کیلئے سال بھر کا انتظار کرنا پڑتا ہے، محبت میں اتنا صبور کہاں کہ سال بھر انتظار کر سکے۔

اس میں ایک اور قباحت بھی ہے اور وہ یہ کہ اس قسم کے جشن کی مثال عہد نبویؐ میں نہیں ملتی، صحابہ کرامؓ کا زمانہ بھی اس سے خالی ہے، ائمہ مجتہدینؒ کے دور میں بھی اس کا رواج نہیں ہوا، یہ نو صدیوں کے بعد ''اربل'' شاہِ مصر کی ایجاد ہے۔ اگر اس قسم کی تقریب حب رسول ﷺ کا مظہر ہوتی تو ہم اس کے موجد نہ ہوتے بلکہ ہم سے پہلے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ بالاحسان ایسا کر چکے ہوتے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا کون سا تقاضا ہے جو ان سے پورا نہ ہو سکا اور ہم نے اسے پورا کر دکھایا؟

اگر یہ چراغاں بھی نہیں، بازاروں اور گلی کوچوں کی تزئین و آرائش بھی نہیں تو حضور فخر موجودات ﷺ

کی ولادت پر اظہارِ مسرت کا کوئی طریقہ ہے بھی؟ کیوں نہیں، آپ ﷺ کی ولادت پر اظہارِ عقیدت کا طریقہ موجود ہے، وہ طریقہ جو حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے مناسبت رکھتا ہے، وہ طریقہ جو آپ ﷺ کے پیغام سے مطابقت رکھتا ہے، وہ طریقہ جو اظہارِ عقیدت و مسرت کے تمام طریقوں سے ممتاز ہے، وہ طریقہ جو اسلام کے وقار کا مظہر ہے، وہ طریقہ جس پر چلتے ہوئے ہمیں سال بھر انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ طریقہ جسے شمع نبوت کے پروانوں نے اپنایا، وہ طریقہ جس پر امت محمدیہ (علی صاحبھا الف سلام) کے سوا کوئی عمل کر ہی نہیں سکتا، وہ طریقہ جو قرآن نے بتایا، وہ طریقہ جو رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا اور وہ طریقہ ہے اسوۂ حسنہ پر فوری عمل پیرا ہونے کا عہد کرنا۔

نماز پڑھو تو سید الساجدین کے طریقے کے مطابق پڑھو، روزہ رکھنا ہو تو انہیں دیکھو، حج کرو تو منسک ان سے سیکھو، یہی نہیں بلکہ جادۂ حیات پر چلتے ہوئے ہر قدم پر اس نورِ ہدایت ﷺ سے روشنی لیں اور اپنے ہر گوشہ زندگی کو اسوۂ حسنہ کی تابانیوں سے منور کر لیں۔

اگر کوئی باپ ہے تو فاطمۃ الزہراؓ کے ابا کو دیکھے، بیٹا ہے تو آمنہؓ کے لال کو دیکھے، بھائی ہے تو علی و جعفرؓ کے بھائی کو دیکھے، بھتیجا ہے تو حمزہ و عباسؓ کے بھتیجے کو دیکھے، خاوند ہے تو خدیجہؓ و عائشہؓ و حفصہؓ کے خاوندؐ کو دیکھے۔

اگر کوئی جرنیل ہے تو بدر و خندق کے سالار کو، اگر فاتح ہے تو فاتحِ مکہ کو دیکھے، اگر حالت دگرگوں ہے تو احد و حنین کا نقشہ دیکھے، اگر میدانِ کارزار میں ہے تو بدر و حنین کا میدان دیکھے، اگر صلح ہے تو صلح حدیبیہ کو دیکھے، اگر کوئی حکمران ہے تو والی بطحا کو دیکھے۔

اگر تمہاری زندگی کے کسی گوشے میں بھی اسوۂ حسنہ کا پرتو نہ ہوا اور تم اسکی ہمت نہ پاؤ بلکہ کہیں رسم و رواج آڑے آئے، کہیں شرم و حیا قدم پکڑ لے، کہیں ترقی پسندی کا شوق لے اڑے بلکہ تمہاری حیات کا ایک ایک لمحہ آپ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی میں گزرتا ہو، تجارت میں ایمانداری کا نام نہ ہو، امانت کے نام سے بھی واقفیت نہ ہو، تولو تو ڈنڈی مارو، ماپو تو پیمانہ ناقص لے کر، فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پسِ پشت ڈال کر، بلکہ اس سے بھی کئی قدم آگے، آپ ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑاتے ہو، رفع الیدین کی سنت پر عمل کرنے والوں کو مسجد سے نکال باہر کرتے ہو، آمین بالجہر پر چڑ جاتے ہو، اذان دوہری کہی جانے پر اکتا جاتے ہو، مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے دیکھ کر جوتے اٹھا کر مسجد سے نکل جاتے ہو۔

حضور ﷺ کی ان تمام سنتوں سے ضد رکھتے ہوئے اور ان پر عمل کرنے والوں سے نفرت کرتے ہوئے اگر کوئی محض سال بھر میں بیل گاڑی پر لد کر شہر بھر کا چکر لگانے ہی سے یہ سمجھتا ہو کہ اس نے حب رسول ﷺ کے تمام تقاضے پور کر دیے ہیں بلکہ جس قدر محبت اسے ہے کسی اور کو وہ میسر ہی نہیں ہے تو اسے خود فریبی کے سوا کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

اقبال نے ایسے ہی لوگوں کیلئے کہا تھا

چوں بنامِ مصطفےٰ ﷺ گویم درود — از خجالت آب می گردد وجود
عشق می گوید کہ اے محکوم غیر — سینہ تو از بتاں مانند دیر

"جب میں سرورِ کائنات ﷺ کے نام درود بھیجتا ہوں تو میرا وجود شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ عشق کہتا ہے تو غیر کا محکوم ہے اور تیرا سینہ مندر کی طرح مورتیوں سے بھرا پڑا ہے، جب تک تیری زندگی میں محمد ﷺ کا رنگ نہیں ہے تو اپنی ناپاک زبان پر حضور ﷺ کا نام گرامی لا کر اسے آلودہ نہ کر"۔

شاید کوئی کہے کہ جب تمام اقوامِ عالم اپنے پیشواؤں کے جنم دن مناتی ہیں تو ہمیں بھی کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ ان خطوط پر سوچنے والوں نے غور نہیں کیا، غیر قومیں اگر ایسا کرتی ہیں تو وہ مجبور و معذور ہیں اس لئے کہ ان کے پاس اپنے زعماء و پیشواؤں کی یاد زندہ رکھنے، انہیں خراج عقیدت پیش کرنے اور ان سے اظہارِ محبت کرنے کا کوئی اور ذریعہ موجود نہیں لیکن امت محمدیہؐ کو تو ایسی کوئی مجبوری نہیں، ہم جادۂ حیات پر چلتے ہوئے ہر کام پر اسوۂ رسول ﷺ سے روشنی لے سکتے ہیں۔

لہٰذا حضور ختم المرسلین ﷺ سے اظہار محبت اور ان کی یاد زندہ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے کہ ہم خود کو سیرت طیبہ کی روشنی سے منور کریں، اپنی زندگی میں اسوۂ حسنہ کا رنگ و بو پیدا کریں۔ ہمارے سیرت و کردار میں آپ ﷺ کی صفات کا پرتو اس قدر واضح نظر آئے کہ دیکھنے والا دیکھتے ہی اور معاملہ کرنے والا معاملہ کرتے ہی جان جائے کہ یہ محمد عربی ﷺ کا امتی معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے، خود فریبی کے جال سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آئیں اور صحیح معنوں میں فدایانِ مصطفےٰ ﷺ بنیں۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین